کورس کا نام: اصول تفسیر و تاریخ تفسیر (4611)

سمسٹر: بہار، 2021ء

امتحانی مشق نمبر 1

سوال نمبر 1 ۔ قرآن مجید کی لغوی و اصطلاحی تعریف کیجئے اور اس کی عظمت کو پندرہ نکات کی صورت میں بیان کیجئے۔

قرآن مجید کا تعارف اللہ تعالی نے بھی کرایا اور رسول اکرم ﷺ نے بھی۔ نیز سلف نے بھی اصطلاحی تعریف پیش کی۔

اللہ تعالی کے نزدیک: سورۃ الشعراء میں قرآن کریم کا تفصیلی تعارف ہے کہ یہ کس کی طرف سے ہے؟ کس کے ذریعے آیا ہے؟ کس پر نازل ہوا ہے؟ مقصد نزول کیا ہے؟ عربی میں کیوں نازل ہوا؟

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٩٢﴾ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ { الشعراء: ١٩٢-١٩٦}۔

بلاشبہ یہ قرآن مجید رب العالمین کا نازل کردہ ہے جسے روح الامین لے کر نازل ہوئے، آپ ﷺ کے قلب اطہر پر انہوں نے نازل کیا تا کہ آپ ﷺ متنبہ کرنے والے ہوں۔ صاف عربی زبان میں ہے۔ اور بلاشبہ (اس کا ذکر) پچھلی کتب میں بھی ہے۔

سورہ القمر میں اسے آسان کتاب فرمایا:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ القمر: ١٧

بلاشبہ ہم نے قرآن کریم کو آسان بنادیا ہے تو کیا کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرنے والا ہو؟ رسول اکرم ﷺ کے نزدیک:

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی سنن کے باب فضائل القرآن (٢٩٠٦) میں درج ذیل حدیث بیان کی ہے جس میں آپ ﷺ نے قرآن کا تعارف پیش کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خبردار رہنا! عنقریب فتنے اٹھیں گے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! ان سے بچا کیسے جاسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب سے۔ جس میں تم سے پہلے جو کچھ ہوا اس کی خبریں ہیں اور جو بعد میں ہو گا اس کی بھی اطلاعات ہیں، جو تمہارے مابین اختلاف ہو گا اس کا فیصلہ بھی ہے۔ یہ فیصل کتاب ہے مذاق وٹھٹھہ نہیں ہے۔ جو مغرور اسے چھوڑے گا اللہ تعالی اسے توڑ کر رکھ دے گا۔ جس نے اس کے علاوہ کہیں اور سے راہنمائی لی اسے اللہ بھٹکا دے گا۔ یہ قرآن اللہ کی بڑی مضبوط رسی ہے اور بڑا حکیمانہ ذکر ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے۔ یہی قرآن ہے جس سے خواہشات کبھی نہیں بہکتیں نہ ہی زبانیں لڑکھڑاتی ہیں، علماء اس سے کبھی سیراب نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ بار بار پڑھنے سے پرانا لگتا ہے۔ اس کے عجائب نہ ختم ہونے والے ہیں۔ یہ وہی قرآن ہے جسے سن کر جن نہ رک سکے اور پکار اٹھے: بلاشبہ ہم نے بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راستی کی طرف راہنمائی کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے (سورہ الجن) جس نے اس قرآن کے مطابق بات کہی اس نے سچ کہا اور جس نے اس کے کہے پر عمل کیا اس نے اجر پایا اور جس نے اس کے مطابق فیصلہ دیا اس نے انصاف کیا اور جس نے اس کی طرف بلایا اسے صراط مستقیم کی راہ دکھادی گئی۔ (عن علی بن ابی طالب)

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

قرآن کریم کی خصوصیات:

مندرجہ بالا تعریف میں قرآن مجید اور اس کی خصوصیات کا اجمالی (summery) تذکرہ آگیا ہے۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

کلام اللہ:

قرآن میں صرف اللہ تعالی کا کلام ہے۔ کسی انسان، جن یا فرشتے کا کلام اس میں شامل نہیں۔ اسے اللہ تعالی نے خود ہی کلام اللہ یا آیات اللہ فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

}۔۔ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلَامَ اللّٰهِ) {التوبۃ:٦(

.... تاکہ وہ کلام اللہ کو سن لے۔

}۔۔يَتْلُوْنَ آيَاتِ اللّٰهِ){آل عمران: ١١٣(

وہ اللہ کی آیات کی تلاوت کرتے ہیں۔

غیر مخلوق:

قرآن اللہ تعالی کا کلام ہے اور کلام کرنا اللہ تعالی کی صفت ہے اس لئے یہ بھی اللہ تعالی کی ذات کی طرح غیر مخلوق ہے۔ گو ہم اس صفت کی حقیقت نہیں جانتے اور نہ ہی اسے مخلوق کی طرح سمجھتے ہیں۔ بس اتنا جانتے ہیں کہ} لیس کمثلہ شئ{۔اس جیسا کوئی ہے ہی نہیں۔ دو فرقے اس بارے میں گمراہ ہوگئے۔ ایک قدریہ معتزلہ ہے جو اللہ تعالی کی صفات کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر تاویلیں کرتا ہے۔ تاویل سے صفات کی تخفیف وانکار لازم آتا ہے جو انتہائی کفر ہے۔ دوسرا فرقہ مشبہہ مجسمہ ہے وہ اس صفت کو مخلوق کے مشابہ بتاتا ہے یہ بھی پہلے سے کم گمراہ نہیں۔ مناسب یہی ہے کہ جو اللہ تعالی کی صفات قرآن کریم اور حدیث رسول میں آئی ہیں ان کے لفظی معنی معلوم ہونے کے بعد پھر کیفیت کی کھدیڑ نہ کی جائے۔ جب اصل حقیقت کا علم نہیں تو اسے مخلوق کے مشابہ قرار دینا کون سی دانش مندی ہے۔ یہ ازلی صفات کا اقرار ہے اور تاویل کا انکار۔

یعنی قرآن مجید کا کوئی لفظ زائد نہیں بلکہ اس کے فوائد ہیں۔ یہ مختصر، جامع، تعمیری، اور واقعیت پسندی کے ساتھ اپنے معانی واہداف کو بیان کرتے ہیں۔ مثلاً طہ، الٓم، عسق وغیرہ۔ انہیں ہم زائد نہیں کہتے مگر اس کے فوائد عرب بہتر جانتے ہیں کیونکہ ان کے خطباء کے ہاں ان کی زبردست اہمیت ہے۔ ان کی مراد اللہ تعالی ہی بہتر جانتے ہیں۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ کے حلقہ میں کچھ لوگ کہا کرتے کہ یہ الفاظ زائد اور بے فائدہ ہیں۔ جس پر انہوں نے فرمایا:

خُذُوْا ھٰؤُلَاءِ، وَجَنِّبُوْھُم فِیْ حَشَا الْحَلْقَۃِ۔

انہیں پکڑو اور انہیں ہمارے حلقے سے الگ کرکے اس کے حاشئے میں بٹھادو۔ اس لئے انہیں حشویہ کہا گیا۔

ظاہری معنی ہی مراد ہوگا:

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کیلئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

اس کے باطنی معنی لینے کی کوئی دلیل ہے اور نہ ہی ہم اس کے مکلف ہیں۔ ایسے دعوے دراصل قرآن کریم کو اپنے من پسند عقائد و نظریات میں ڈھالنے کی دعوت ہے۔ مگر جو معنی و مفہوم اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو بتائے، صحابہ کرام نے جن پر عمل کیا انہیں قابل اعتناء نہ سمجھا جائے یہ کون سی قرآن دانی ہے؟۔

باطنیہ کہا کرتے:

قرآن کے الفاظ کا ظاہری مفہوم مراد نہیں لیا جاسکتا اور اس کے باطن کا مفہوم ہر کوئی نہیں جانتا۔ اسے صرف ہمارے باطنی ائمہ ہی جانتے ہیں۔ باطنی معنی میں اشاری معنی بھی آجاتا ہے۔ مثلاً کوئی یہ کہے کہ اس لفظ کے معنی و مفہوم کا مجھے اشارہ ہوا ہے۔ یہ اشارے اگر اللہ کے رسول کے کہے یا مراد کے مطابق ہوں تو درست ورنہ یہ شیطانی اشارے بھی ہوسکتے ہیں۔ یہ دونوں انداز فکر رسول اللہ ﷺ سے اور امت کے اجماع سے جان چھڑانے اور اپنی الگ شریعت سازی کے مترادف ہیں۔

عاجز کردینے والا:

المُعْجِز کا مطلب ہے عاجز کردینے والا۔ قرآن مجید نے ثابت کردیا کہ عرب فصحاء ہی نہیں بلکہ دنیا کے سارے انسان اس جیسی کتاب پیش کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ اس میں غیب کی خبریں اور امم سابقہ کے حالات ہیں۔ زمان و مکان کی مناسبت سے معاشی اور معاشرتی ضرورت کو دیکھ کر اس میں محکم قانون سازی کی گئی ہے۔ عقل انسانی دنگ اور بے بس ہے کہ اس جیسی کوئی چیز مقابلہ کے طور پر لاسکے۔ خود قرآن نے بنی نوع انسان کو متعدد بار یہ چیلنج دیا کہ وہ اس جیسی کوئی چیز لے آئیں۔ باوجود اس بات کے کہ یہ چیلنج ہمتوں کو ابھارنے والا اور مقابلہ کے لیے آمادہ کرنے والا تھا۔ محرک بھی موجود تھا مگر پھر بھی وہ اس کے مقابلہ سے عاجز رہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

} قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ ھٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا) {الإسراء: ۸۸(

کہہ دیجئے کہ اگر انسان اور جن سب جمع ہو کر اس قرآن کی مانند ایک کتاب لانا چاہیں تو نہ لاسکیں گے۔ خواہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں۔

اسی چیلنج کو ایک اور جگہ ذرا کمی کرکے ان الفاظ میں دہرایا گیا:

}اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ{

کیا یہ کہتے ہیں کہ اسے رسول نے گھڑا ہے۔ کہہ دیجئے کہ اس جیسی دس گھڑی ہوئی سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کو بلانا چاہو بلالو اگر تم سچے ہو۔

جب اس سے بھی عاجز رہے تو ایک آدھ چھوٹی سورت کا کہہ دیا۔

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّـهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

اگر اس چیز کے بارے میں تمہیں کوئی شک ہو جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو اس جیسی ایک سورت ہی بنالاؤ اللہ کے سوا اپنے تمام مددگا بلالو اگر تم سچے ہو۔

اس چیلنج کا اولین مقصد یہی تھا کہ نبی اُمی جناب محمد بن عبد اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت ثابت کی جاسکے۔ رسول اکرم ﷺ کا اُمی ہونا آپ ﷺ کے حق میں معجزہ ہے مگر

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

امت کا اُمی ہونا امت کے حق میں معجزہ نہیں۔ قرآن مجید کو نازل ہوئے آج پندرہ سو سال گزر گئے ہیں یہ بھی اس کا معجزہ ہے جس نے افراد امت کا تعلق نہ صرف اللہ سے جوڑا بلکہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے بھی منسلک کر دیا۔ اس کے علاوہ بے شمار پہلو ایسے ہیں جو معجز ہیں جن کا ذکر ہم آگے کریں گے۔

المُنَزَّل کا مطلب ہے بتدریج نازل کردہ۔ یعنی صرف وہ کلام، قرآن یا کلام اللہ ہے جو آپ ﷺ پر بذریعہ وحی اترا۔ صحف ابراہیم وموسی، تورات، زبور، انجیل وغیرہ کلام الٰہی ہونے کے باوجود قرآن میں شامل نہیں کیونکہ وہ دوسرے انبیاء پر نازل ہوئیں۔ مُنَزَّل کہنے سے یہ نکات بھی معلوم ہوئے کہ غیر اللہ یعنی کسی انسان، نبی، فرشتہ کا کلام اس میں شامل نہیں۔ خواہ وہ حدیث قدسی ہی کیوں نہ ہو۔ نیز قرآن مجید عربی میں ہے اور لفظ و معنی دونوں کا نام ہے۔ اس بناء پر احادیث قرآن میں شامل نہیں کیونکہ ان کے الفاظ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اگرچہ ان کے مضامین و مطالب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحیِ خفی آپ ﷺ پر نازل ہوئے ہیں۔ اسی طرح تفسیر قرآن بھی اس میں داخل نہیں خواہ وہ عربی میں ہی کیوں نہ ہو۔ ایسے ہی عربی سے دوسری زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی قرآن نہیں اور نہ یہ ترجمہ قرآن میں شامل ہے۔

بذریعہ جبرائیل:

قرآن مجید، سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر نازل ہوا ہے کیونکہ وہی حفظ و یادداشت کا مرکز ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

}وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۞ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۞ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۞ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۞{ (الشعراء: ۱۹۲۔۱۹۵)

اور بلاشبہ یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے جسے روح الامین لے کر اترے ہیں اسے آپ ﷺ کے قلب اطہر پر اتارا ہے تاکہ آپ انذار کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔ صاف، واضح عربی زبان میں ہے۔

اس طرح قرآن کی عظمت، ملائکہ اور اہل ایمان دونوں پر واضح کر دی گئی اور آپ ﷺ کو بھی یقین ہو گیا کہ یہ شیطانی کلام نہیں بلکہ جبریل امین ہی اسے میرے پاس لائے ہیں جو فرشتوں کے مطاع ہیں۔ باقی قائمۃ الکروبین، اہل المراتب والتمکین جیسے فرشتے یا نون فرشتہ اور قلم فرشتہ سب اختراعات ہیں جو عوام کو قرآنی عقیدہ سے ہٹانے والی باتیں ہیں۔

لسان عربی:

ابن فارس نے لکھا ہے }: خلق الإنسان علمہ البیان { اللہ تعالیٰ نے بیان کو دیگر مخلوقات مثلاً: شمس و قمر، نجوم و شجر کے ذکر سے قبل بیان کی۔ جس کا سکھا دینا بہت بڑی عنایت ربانی ہے دوسرے اس سے محروم ہیں۔ پھر یہ بیان عربی زبان میں ہے کیونکہ دیگر زبانوں میں یہ وسعت نہیں اسی بناء پر عربی زبان کا انتخاب اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ باقی وحی کا کسی زبان میں اترنا بڑا مسئلہ نہیں۔ اگر وحی عبرانی یا سریانی زبان میں اتر سکتی ہے تو خالص عربی میں کیوں نہیں؟ لسان عربی سے مراد یہ نہیں کہ قرآن مجید سابقہ الہامی کتب کے مثل ایک کتاب ہے بلکہ بنیادی طور پر دوسری کتب کے مقابلے میں قرآن مجید کو اپنا منفرد مقام حاصل ہے۔

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

صرف ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

کورس کا نام: اصول تفسیر و تاریخ تفسیر (4611)

سمسٹر: بہار، 2021ء

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

کتابی شکل:

المکتوب کا مطلب ہے لکھا ہوا۔ اور المصاحف جمع ہے مصحف کی، یعنی یہ لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے نیز آیات کے نزول کے بعد آپ ﷺ بھی اسے لکھوا لیتے۔ مگر کتابت سے پہلے بھی یہ قرآن، قرآن کہلاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ قرآن محض زبانی الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ کتابی شکل میں بھی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

}وَالطُّوْرِ ۙ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ{

قسم ہے طور کی، اور لکھی ہوئی کتاب کی، پھیلے ہوئے صفحات میں۔

اس کی قراءت عبادت ہے:

یعنی اس کتاب کی تلاوت کو عبادت کا درجہ حاصل ہے تاکہ مومن رب کی قربت حاصل کرے۔ اسے اقامت صلوٰۃ اور انفاق فی سبیل اللہ کے ساتھ رکھا گیا ہے اور اس پر نہ ضائع ہونے والی تجارت کی بشارت دی گئی ہے۔

}اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ{ (فاطر: ۲۹)

بے شک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے انہیں رزق دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز ضائع نہیں ہوگی۔

آپ ﷺ نے تلاوت قرآن پر ثواب کی بشارت یوں ارشاد فرمائی:

جو شخص قرآن مجید کے ایک حرف کی تلاوت کرے گا۔ اسے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے۔ اور میم ایک حرف ہے۔

سوال نمبر2۔ علم المباحثہ کو بیان کرتے ہوئے مشرکین کی گمراہیوں کے متعلقات کے بارے میں مختصر مگر جامع انداز میں بحث کیجئے۔

تبلیغِ دین کے لئے رسول اللہ • کے سامنے آنے والی رکاوٹوں میں ایک اہم مسئلہ مشرکین مکہ کی مکاریاں ہیں۔ ۷ ار بیع الاول کی مناسبت سے معروف محقق رسول جعفریان کی ایک تحقیق کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے جس میں ان مکاریوں کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔

جب رسولِ اکرم • پر اولین آیات کا نزول ہوا اور آپ • نے حضرت علیؑ، بی بی خدیجہ اور زید بن حارثہ کے ساتھ کعبہ کے نزدیک بیت المقدس کی طرف رُخ کرکے نماز ادا کی تو اسلام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ایک مورخ زہری کہتا ہے: رسولِ خدا خفیہ طور پر لوگوں کو دعوت دیا کرتے تھے جس کے جواب میں بعض نوجوان اور کمزور عوام آپ • کی طرف مائل ہوگئے تھے یہاں تک کہ ان کی تعداد بڑھنے لگی؛ اس دور میں قریش کے سردار حضور • کے ساتھ برا رویہ نہیں رکھتے تھے۔ جب کبھی رسول اللہ ان کے قریب سے

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

گزرتے تو آپ • کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے: "فرزندِ عبد المطلب آسمان کی باتیں کرتا ہے"۔ یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ آنحضور • نے ان کے خداؤں کی برائی کرنا شروع کر دی اور ان سے کہا کہ ان کے باپ دادا کفر و گمراہی میں تھے اور اب وہ جہنم میں ہیں۔ اس پر وہ غضبناک ہوئے اور آپ • کو اذیتیں دینے لگے۔ پہلے مرحلے میں مشرکوں کی جانب سے برا سلوک نہ کرنے کی بظاہر وجہ یہ تھی کہ قریش کو بت پرستی سے کوئی جذباتی لگاؤ اور لوگوں کے تبدیلی دین سے کوئی سروکار نہ تھا۔ ان کے لئے مشکل یہ تھی کہ کوئی ان بتوں اور اس سے زیادہ اہم ان کے آبائی واجداد کی توہین کرنے لگے۔ چنانچہ وہ بعد میں رسول اللہ کو یہ پیشکش کرتے رہتے تھے کہ آپ • ان کے خداؤں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں تاکہ وہ بھی آپ • کو آپ • کے خدا کے ساتھ چھوڑ دیں۔ بتوں کی تائید نہ کرنے بلکہ بت پرستی کی سختی کے ساتھ مذمت کے حوالے سے جب اللہ کے رسول • کا اصلی پیغام ظاہر ہوا تو رسول • و اصحاب رسول • کے ساتھ مشرکوں کے تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ خطے کے مخصوص قبائلی سسٹم کی وجہ سے قریش مجبور تھے کہ وہ ایک خاص حدود کے اندر رہتے ہوئے آنحضرت • کا مقابلہ کریں۔ وہ لوگ، اولادِ عبد المطلب کی جانب سے نبی اکرم • کی حمایت کی وجہ سے براہِ راست آپ • کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ بنابریں وہ لوگ ایسے وسائل کی فکر میں تھے جن سے استفادہ کرنے میں ان کو مکمل اختیار و آزادی حاصل ہو۔ چنانچہ وہ عام مسلمانوں کو اذیتیں دینے لگے۔ قریش کے اقدامات کا دو پہلوؤں سے جائزہ لیا جا سکتا ہے: تاریخ وار جائزہ یا موضوعی اعتبار سے جائزہ۔ ہم اختصار کے پیشِ نظر موضوعی اعتبار سے جائزہ لیں گے۔

ا۔ صلح:

قریش کے لوگ تجارت پیشہ تھے اور اپنا کام جاری رکھنے کے لئے انہیں امن و امان کی ضرورت تھی، اسی لئے وہ اسلام کے مسئلے کو خاموشی سے ختم کرنا چاہتے تھے۔ البتہ رسولِ خدا کو ختم کرنا ممکن نہ تھا کیونکہ اس طرح خود قریش کے اندر ایک خون آشام اور لامحدود جنگ شروع ہو جاتی۔ بنابریں ہجرت سے پہلے تک وہ بات چیت کے ذریعے ہی مسئلے کو حل کرنا چاہتے تھے۔

صلح کے لئے انہوں نے رسول اللہ کو مال اور مقام کی پیشکش کی۔ ابنِ اسحق کہتا ہے: آیت "قُلْ مَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَھُوَ لَکُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ" مشرکوں کی مالی پیشکش کے انکار کے حوالے سے نازل ہوئی ہے۔ اسی کا کہنا ہے کہ قریش کے سرداروں نے اللہ کے رسول • کے پاس کسی کو بھیج کر مذاکرات کی درخواست بھی کی تھی۔ انہوں نے کہا: تم اپنی قوم پر ایسی چیز لے آئے ہو جو کوئی عرب نہیں لایا ہے۔ تم نے ہمارے اجداد اور ہمارے دین کو برا بھلا کہا، ہمارے خداؤں کو دھتکارا، ہمارے داناؤں کو احمق گردانا، ہمارے اتحاد کو پارہ پارہ کیا۔۔ اگر تم اپنی ان حرکتوں سے مال جمع کرنا چاہتے ہو تو ہم تمہیں اتنا دیں گے کہ تمہاری دولت سب سے زیادہ ہو جائے گی، اگر عظمت و شرافت کی تلاش میں ہو تو ہم تمہیں اپنی سرداری دیتے ہیں؛ اگر ملک اور بادشاہی کے خواہشمند ہو تو ہم یہ بھی کرنے کے لئے تیار ہیں، اگر تم پر جن کا غلبہ ہو گیا ہے تو ہم تمہارا علاج کراتے ہیں!

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

اللہ کے رسول • نے جواب میں فرمایا کہ ان میں سے کسی بھی چیز کے لئے انہوں نے نبوت کا دعوی نہیں کیا ہے بلکہ وہ صرف اللہ کے رسول ہیں جو ان کی نصیحت کے لئے تشریف لائے ہیں۔

آنحضرت • فرمایا کرتے تھے کہ اگر وہ سورج کو ان کے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو ان کے بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تو بھی وہ اپنی دعوت کے عمل کو اس کے غلبے تک جاری رکھیں گے۔

مشرکوں کی صلح کا ایک اور مقصد رسولِ خدا کو خاموش کرنا تھا۔ دراصل، جس زمانے میں اللہ کے رسول • نے اعلانیہ دعوت کا آغاز نہیں کیا تھا اور باضابطہ طور پر مشرکوں کے عقائد کی مذمت نہیں کی تھی، مشرکوں نے انہیں آزاد چھوڑا ہوا تھا۔ ٹکراو اس وقت ہوا جب آنحضرت • نے اپنی دعوت توحید کا علی الاعلان آغاز کیا اور بت پرستی کو غلط قرار دیا۔ مشرکین چاہتے تھے کہ وہ رسول اللہ کے کام کو محدود کر دیں اور وہ ان کے خداوں سے کوئی مطلب نہ رکھیں۔ سیرت النبی کے لکھنے والوں اور قرآن کی تفسیر کرنے والوں کے بقول، سورہ کافرون قریش کے بعض سرداروں جیسے حارث بن قیس سہمی، عاص بن وائل، ولید بن مغیرہ اور امیۃ ابن خلف کے جواب میں نازل ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا: اے محمد! ایک سال تم ہمارے خداوں کی پرستش کرو ہم بھی ایک سال تمہارے خدا کی عبادت کریں گے۔ اس طرح ہم میں سے جو بھی حق پر ہوگا، دوسرا اس کی پیروی کر کے حق سے کچھ استفادہ کرلے گا۔ رسول اللہ • نے خدا کے ساتھ شرک کرنے سے پرہیز کیا اور ان کی پیشکش کو مسترد کر دیا۔ مشرکین اس بات پر بھی راضی ہو گئے کہ رسول اللہ صرف بتوں کو ہاتھ سے مس کرلیں اور جواب میں وہ ان کے خدا کی تائید کر دیں گے۔ اس موقع پر سورہ کافرون نازل ہوئی اور توحید اور شرک کے راستوں کو یکسر جدا کر دیا۔

ابنِ عباس کہتے ہیں: جس زمانے میں حضرت ابوطالب زندگی کے آخری لحات سے نزدیک ہونے لگے، تو قریش ان کے پاس آئے اور کہنے لگے: آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا ہو رہا ہے، اسے اپنے پاس بلائیں، اور کچھ ایسا کر دیں کہ وہ ہمیں ہمارے دین کے ساتھ چھوڑ دے اور ہم اسے اس کے دین کے ساتھ؛ حضرت ابوطالب نے رسول اللہ کو بلایا اور مشرکوں کی باتیں گوش گذار کر دیں۔ آنحضرت • نے فرمایا: اگر میری صرف ایک بات مان لیں تو عربوں پر حکومت حاصل کرلیں گے اور عجم ان کے دین کو قبول کرلیں گے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم دس باتیں ماننے کے لئے تیار ہیں۔ اللہ کے رسول • نے لا الہ الا اللہ کہنے اور بت پرستی کو ترک کرنے کی دعوت دی۔

رسولِ خدا کو صلح پر مجبور کرنے کے لئے مشرکوں کے اقدامات بہت وسیع تھے اور انہیں امید تھی کہ اپنی پیشکشوں کے ذریعے سے وہ آپ • کی سرعت کو کم کر دیں گے۔ انہوں نے آنحضور • کو فریب دینے کی بھی کوشش کی۔ امام باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ بنی اسرائیل کی بعض آیات سورہ کافرون کی طرح کفار کی پیشکشوں کے حوالے سے نازل ہوئی ہیں۔ چنانچہ سورہ بنی اسرائیل میں فرماتا ہے: "اور نزدیک تھا کہ یہ لوگ آپ کو ہماری وحی سے ہٹا کر دوسری باتوں کے افترا پر آمادہ کر دیں اور اس طرح یہ آپ کو اپنا دوست بنا لیتے۔ اور اگر ہماری توفیق خاص نے آپ کو ثابت قدم نہ رکھا ہوتا تو آپ (بشری طور پر) کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ضرور ہو جاتے۔ اور پھر ہم

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

زندگانی دنیا اور موت دونوں مرحلوں پر دہرا مزہ چکھاتے اور آپ ہمارے خلاف کوئی مددگار اور کمک کرنے والا بھی نہ پاتے۔" طبرسی نے اس آیت کے لئے پانچ شانِ نزول نقل کی ہیں۔ اور یہ تمام کسی نہ کسی طور پر عباداتی صلح پر مشرکوں کے اصرار کی خبر دیتی ہیں۔ قرآن میں متعدد آیات ایسی ہیں جو یہ بتاتی ہیں کہ مشرکین بہت زیادہ اصرار کیا کرتے تھے کہ رسولِ خدا اپنی جانب سے آیت گھڑ کر خدا کی طرف جھوٹی نسبت دے دیں۔ ان تمام آیات میں تاکید کی گئی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کو نازل شدہ آیات میں کسی قسم کی تبدیلی کا کوئی حق نہیں ہے۔

ایک مقام پر اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ سے کہا کہ مشرکوں کی کسی خواہش پر کان نہ دھریں: "پھر ہم نے آپ کو اپنے حکم کے واضح راستے پر لگا دیا۔ لہذا آپ اسی کا اتباع کریں اور خبردار جاہلوں کی خواہشات کا اتباع نہ کریں۔" اور ایک بار پھر فرمایا: "فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَهِينٍ، لہذا تم جھٹلانے والوں کی پیروی نہ کرو۔ وہ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ تم لچک دکھاؤ تاکہ وہ بھی لچک دکھائیں۔ اور کسی ذلیل، زیادہ قسم کھانے والے کی اطاعت نہ کرو۔"

یہ آخری آیات خصوصی طور پر تصریح کر رہی ہیں کہ قریش اپنے اور رسول اللہ کے درمیان کشیدگی کو کم کرنا چاہتے تھے اور دوسرے مقام پر فرمایا: "فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ، وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ، لہذا آپ کو جس طرح حکم دیا گیا ہے اسی طرح استقامت سے کام لیں اور وہ بھی جنھوں نے آپ کے ساتھ خدا کی جانب رُخ کر لیا ہے۔ اور کوئی کسی طرح کی زیادتی نہ کرے کہ خدا سب کے اعمال کو خوب دیکھنے والا ہے۔ اور خبردار تم لوگ ظالموں کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرنا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھو لے گی اور خدا کے علاوہ تمہارا کوئی سرپرست نہ ہوگا اور تمہاری مدد بھی نہیں کی جائے گی۔" نیز فرمایا: "فَلِذَٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ، پس اسی طرح سے پکارو اور جیسا تمہیں حکم دیا گیا ہے اسی طرح سے استقامت سے کام لو اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔" اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ "فَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا، مشرکوں سے مناسب طریقے سے دوری اختیار کرو۔" یہ حکم دعوت کے ابتدائی دور کا ہے اور شاید اس لئے ہے کہ توحید اور شرک کا راستہ مکمل طور پر ایک دوسرے سے جدا ہو جائے۔ مشرکین یہ نہیں چاہتے تھے کہ نبی اکرم ﷺ کی توحید اور ان کے شرک کے درمیان فرق اتنا نہ بڑھ جائے کہ مکہ کی سوسائٹی میں دراڑیں پڑ جائیں؛

۲۔ نفسیاتی مقابلہ:

رسولِ اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے لئے مشرکین آپ ﷺ کا مذاق اڑاتے تھے۔ ان کا اصل مقصد آنحضور ﷺ کی شخصیت کو توڑنا، انہیں گوشہ نشینی پر مجبور کرنا نیز عوام الناس کے

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں
LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں
گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

سامنے آپ ﷺ کو ذلیل و رسوا کرنا تھا تاکہ نہ آپ ﷺ معاشرے میں ابھر سکیں اور نہ عوام الناس آپ ﷺ کی جانب توجہ کرے۔ رسول اللہ ﷺ جو کہ صاحب عزت اور سچے انسان تھے، پر اس سلوک کا ذہنی اثر کم نہیں ہو سکتا، اس کے باوجود آپ ﷺ نے صداقت و نجابت کی بنیاد پر اس تمسخر آمیز رویہ کا مقابلہ کیا۔ ابن سعد، ابن اسحق اور بلاذری نے تمسخر کرنے والوں کے ناموں کی فہرست بھی بیان کی ہے۔

ابن سعد نے جو دسیوں نام ذکر کئے ہیں ان میں سے صرف دو افراد بعد میں ایمان لائے جبکہ دوسرے لوگ یا تو جنگوں کے دوران مارے گئے یا فتحِ مکہ سے پہلے مر گئے۔ سیرت نویسوں نے اسے مذاق اڑانے والوں کے لئے حق میں رسول اللہ ﷺ کی بد دعا کا اثر قرار دیا ہے۔ ان میں سے اہم ترین افراد، ابو جہل، ابو لہب، اسود بن عبد یغوث، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، عُقبہ بن ابی معیط اور ابو سفیان ہیں۔ ابو لہب (عبد العزی بن عبد المطلب) جو کہ رسول اللہ کے دو مخالف ہاشمیوں میں سے ایک تھا، اس نے بعثت کے پورے دور میں فروغِ اسلام میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کسی کوشش سے دریغ نہیں کیا۔

بلاذری نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو لہب کے تعلقات بعثت سے قبل بھی کشیدہ تھے کیونکہ جب ایک مرتبہ ابو لہب اور ابو طالبؑ کے درمیان لڑائی ہوئی اور ابو لہب ابو طالبؑ کے سینے پر سوار ہو گیا تو رسولِ خدا نے اسے ایک طرف گرا دیا اور پھر جناب ابو طالبؑ اس پر سوار ہو گئے تھے۔ اپنی مخالفت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابو لہب کہتا تھا: اے عبد المطلب کے فرزندو! یہ (اسلام) ایک بری چیز ہے، اس سے پہلے کہ دوسرے اس کا راستہ روکیں تم خود اس کو روک دو؛ کیونکہ اگر تم مسلمان ہو گئے تو دوسرے عربوں کے درمیان ذلیل ہو جاوگے اور تم نے اس کا دفاع کیا تو تم مارے جاوگے۔ اسی روایت میں ہے کہ وہ اس بات سے خوفزدہ تھا کہ بنی عبد المطلب تمام قریش اور عربوں کے مقابل نہ آجائیں۔

بہر صورت اعلانیہ دعوت کے آغاز کے بعد ابو لہب اور اس کی بیوی ام جمیل نے پوری طاقت کے ساتھ رسولِ خدا ﷺ کے خلاف پروپیگنڈہ شروع کر دیا یہاں تک کہ دشمنوں کی ریل پیل میں اللہ تعالی نے قرآن میں صرف اس کا اور اس کی بیوی ہی کا ذکر کیا ہے۔ جب اللہ کے رسول ﷺ لوگوں کو توحید کی دعوت دیا کرتے تھے تو وہ ان کے پیچھے چلتا رہتا، ان کو پتھر مارتا اور لوگوں سے کہتا: اس کی بات نہ مانو، وہ صابئی ہو گیا ہے، وہ جھوٹا ہے!

کہا گیا ہے کہ خدا نے ابو لہب کی بیوی کو سورہ تبّت میں اس لئے حمالۃ الحطب کہا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھایا کرتی تھی۔ ام جمیل نے جب سنا کہ اس کے اور اس کے شوہر کے بارے میں آیات نازل ہوئی ہیں تو اس نے رسول اللہ کی ہجو میں یہ شعر کہے:

مُذَمَّماً عَصَيْنَا وَاَمْرَہ آبَيْنَا وَدِيْنَہ قَلَيْنَا

مذمت شدہ انسان نے ہماری نافرمانی کی اور ہم نے اس کی دعوت کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اس کے دین نے ہم کو غضبناک کر دیا ہے"۔

ممکن ہے کہ مذمّم کا لفظ مشرکوں نے لفظ محمدؐ کے مقابلے میں جعل کیا ہو۔ ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب رسول اللہ کا ایک اور رشتہ دار تھا جس نے زبردست دشمنی کا

پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں LMS

ہم سے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

مظاہرہ کیا۔ وہ اشعار کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر اس نے اظہارِ اسلام کر دیا تھا۔ امیہ بن خلف بھی تمسخر کرنے والوں میں شامل تھا۔ کہتے ہیں کہ سورہ ہمزہ اسی کے بارے میں نازل ہوا۔

عقبہ بن ابی معیط اور اُبَیّ بن خلف آپس میں گہرے دوست تھے؛ جب اُبَیّ نے سنا کہ عقبہ رسول اللہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے تو وہ سخت برآشفتہ ہوا اور بولا: میں تم سے صرف اس صورت میں بات کروں گا جب تم رسول کے آنے پر ان کے چہرے پر آبِ دہان ڈالوگے۔ اور اس نے ایسا کر دیا! اللہ تعالی نے اس کے بارے میں فرمایا: ”جس دن ظالم اپنے ہاتھوں کو دانتوں سے کاٹے گا اور کہے گا: اے کاش میں نے وہی راستہ اختیار کیا ہوتا جو رسول نے اختیار کیا تھا۔ اے کاش میں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا“۔

جب ایک موقع پر ابو جہل نے اپنے ایک قرض خواہ کا قرض ادا کرنے میں لیت ولعل سے کام لیا تو اس نے فریادِ استغاثہ بلند کر دی۔ مشرکوں نے اس کا مذاق اڑایا اور اسے مسجد کے نزدیک بیٹھے ہوئے ایک شخص سے رجوع کرنے کو کہا جو رسول اللہ ● کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ رسول اللہ اٹھے اور ابو جہل کے گھر تشریف لے گئے اور اس سے کہا کہ اس شخص کا حق اسے دیدے۔ ابو جہل نے بے ساختہ آپ ● کی بات پر عمل کر دیا۔

تمسخر کا یہ سلسلہ اتنا وسیع تھا کہ اللہ تعالی نے آپ ● سے فرمایا: ”اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ۔“ یعنی استہزا کرنے والوں کے مقابلے میں ہم آپ کے لئے کافی ہیں۔

دوسری آیات میں بھی اللہ تعالی نے مشرکوں کے تمسخر کی وجہ سے اپنے رسول کو تسلی دی ہے: ”آپ سے پہلے جو دوسرے رسول تھے ان کا بھی (یہ کافر) مذاق اڑاتے تھے“۔ یہ عبارت تین بار دہرائی گئی ہے اور اس میں رسول اللہ ● کو تسلی دینے کے علاوہ تمسخر کرنے والوں کے لئے ایک دھمکی بھی ہے کیونکہ آگے ارشاد ہوتا ہے: ”لیکن جس عذاب کا یہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ان پر نازل ہو کر رہا“۔

آپ ● کو کذاب، ساحر اور سب سے بدتر مجنون کی نسبت دی جاتی تھی۔ مشرکین کا مقصد یہ تھا کہ آیات قرآنی کی سنجیدگی اور تقدس کا خاتمہ کر دیں اور اللہ کے رسول ● کو ایک جن زدہ اور جھوٹا شخص قرار دیدیں۔

اللہ تعالی نے یہاں پر بھی اپنے رسول ● کو مطمئن کرنے کے لئے گذشتہ امتوں کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کا تذکرہ کیا: ”اسی طرح، گذشتہ امتوں پر کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا مگر انہوں نے کہا: یہ جادوگر یا دیوانہ ہے۔

سوال نمبر 3۔ متقدمین اور متاخرین علماء کے نزدیک نسخ کے مفہوم کو بیان کیجئے اور امام ابن العربی مالکی اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک ناسخ و منسوخ آیات کی فہرست تیار کیجئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید عالم انسانیت کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے نازل فرما کر انسانیت کو ہدایت اور صراط مستقیم کا راستہ دکھا کر اپنی حجت تمام کرلی ہے۔ قرآن مجید ایک واضح کتاب اور دلیل قاطع ہے جو انسانوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی راہ دکھاتی ہے۔ جس کے ذریعے انسان حق اور باطل، صحیح اور غلط، سچ اور جھوٹ، شرک اور توحید

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

میں تمیز کر سکتا ہے۔ اس قرآن کو اللہ تعالیٰ نے ایک ہی بار نازل نہیں فرمایا بلکہ تدریجا آہستہ آہستہ تیئس سال کی مدت میں قرآن کا نزول مکمل ہوا۔ جس میں تیرہ سال مکی دور کے اور دس سال مدنی دور کے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقُرۡءَانٗا فَرَقۡنَٰهُ لِتَقۡرَأَهُۥ عَلَى ٱلنَّاسِ عَلَىٰ مُكۡثٖ وَنَزَّلۡنَٰهُ تَنزِيلٗا (۱)

ترجمہ: اور قرآن کو ہم نے جدا جدا کر کے اتارا تاکہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے تدریجا اتارا۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں واضح کر دیا اور تدریجا نازل کرنے کا سبب بھی واضح الفاظ میں بیان کر دیا کہ آپ اس قرآن کو لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں۔ جو بات ٹھہر ٹھہر کر اور وقفے وقفے سے پڑھی جاتی ہے وہ دلنشین ہو جاتی ہے اور آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے۔

لوگوں نے بہت ساری آیات کو منسوخ قرار دیا ہے جب کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے "الفوز الکبیر" میں صرف پانچ آیات کا نسخ تسلیم کیا ہے۔ قرآن مجید جس زبان اور جس خطے میں نازل ہوا اس خطے کی زبان اور انہیں لوگوں کے اسلوب میں نازل ہوا۔ اس لیے عرب کے کسی شخص نے قرآن کے اسلوب پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ قرآن مجید جس طرح ایک فصیح اللسان شاعر کو سمجھ میں آیا تھا اسی طرح ایک عام، ان پڑھ شخص کو بھی سمجھ میں آیا۔

امین احمد اسلوب قرآن کے متعلق لکھتے ہیں "قرآن مجید عرب کی زبان میں اور انہی کے اسلوب میں نازل ہوا، قرآن کے تمام الفاظ عربی ہیں سوا چند الفاظ کے جو دوسری زبانوں سے لیے گئے ہیں لیکن ان الفاظ پر عربیت کا اثر غالب آگیا۔

قرآن کا اسلوب عرب کا اسلوب ہے اس میں حقیقت، مجاز اور کنایۃ عرب کلام کے مطابق ہے کیونکہ قرآن کے پہلے مخاطب عرب ہی تھے تو اس لیے ان کو اس زبان میں مخاطب کیا گیا جو وہ سمجھتے تھے" (۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوۡمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمۡ (۳)

ترجمہ: اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اس قوم کی زبان میں تاکہ وہ ان کے لیے پیغام اچھی طرح واضح کر سکے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ انہی میں سے ہیں اور انہی کی زبان میں ان سے بات کرتے ہیں اور اللہ کی کتاب بھی اسی قوم کی زبان میں نازل کی جاتی ہے۔ اس کے باوجود قرآن کو تمام صحابہ برابر سمجھنے سے قاصر تھے۔ جس طرح عربی میں لکھی ہوئی کتاب کو تمام اہل زبان نہیں سمجھ سکتے اسی طرح انگریزی اور اردو زبان میں لکھی ہوئی کتاب کو اہل زبان مکمل نہیں سمجھ سکتے کیونکہ عقل، فہم و فراست میں طبقات اور درجات ہوتے ہیں اسی طرح ہر شخص اپنی مادری زبان کا احاطہ نہیں کر سکتا عربی زبان کا معاملہ بھی ٹھیک اسی طرح کا ہے، یہاں پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کرنا موزوں ہو گا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ: ان رجلا سأل عمر بن الخطاب عن قولہ تعالیٰ: وَفَٰكِهَةٗ وَأَبّٗا۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

یعنی ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سورۃ عبس کی آیت وَفَ-کِہَۃً وَ اَبًّ ا، میں ابَّ الفظ کے معنی دریافت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ ہمیں تکلفات میں پڑنے سے منع کیا گیا ہے (۴) یہ تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جن کی فہم و فراست اور دینی علم کی گہرائی کو ہم جانتے ہیں۔ ان کے ساتھ عام صحابہ کا بھی یہی حال ہو گا۔

قرآن کی نزول کے اعتبار سے تقسیم:

نزول قرآن کے اعتبار سے قرآن مجید کے دو حصے ہیں۔

۱) قرآن مجید کا وہ حصہ جو بغیر کسی سوال یا حادثہ کے نازل ہوا ایسی آیات اکثر و بیشتر مندرجہ ذیل مضامین سے تعلق رکھتی ہیں۔

- وہ آیات جن میں انبیاء سابقین اور امم سابقہ کے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔
- زمانہ ماضی کے واقعات۔
- وہ آیات جن میں مستقبل میں پیش آنے والے غیبی واقعات کا ذکر ہے۔
- قیامت کے متعلق آیات
- عذاب اور ثواب کے متعلق آیات وغیرہ۔

قرآن کے اس حصے کا نزول بغیر کسی سوال یا سبب کے ہوا ہے۔ قرآن میں ایسی آیات اچھی خاصی تعداد میں موجود ہیں، ان کے نازل کرنے کی غرض یہ ہے کہ مخلوق خدا کو سیدھی راہ دکھائی جائے۔ یہ آیات سیاق و سباق کے ساتھ مربوط و متصل ہیں مگر کسی سوال کے جواب میں نازل نہیں ہوئی اور ان میں کسی چیز کا حکم بھی مذکور نہیں ہے۔

۲) قرآن مجید کا وہ حصہ جس کے نزول کا سبب سوال یا کوئی حادثہ ہے یعنی سوال کے جواب میں آیات نازل ہوئیں یا کسی حادثہ کے متعلق آیات نازل ہوئیں۔

قرآن مجید کی تفسیر سبب نزول کی معرفت کے بغیر مناسب نہیں ہو سکتی کیونکہ جس دور میں اور جن حالات میں قرآن مجید نازل ہوا ان حالات کو جاننا بے حد ضروری ہے کہ یہ آیت کسی حادثہ یا کسی سوال کے جواب میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ سبب نزول کے متعلق لکھتے ہیں کہ: آیت کا تفسیر اور اس کے غرض و غایت کا علم اس کے سبب نزول کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور اس کے سبب نزول میں کوئی بات کرنا جائز نہیں سوائے صحیح روایت کے جنھوں نے قرآن کے نزول کا زمانہ پایا (۵)۔

سبب نزول آیت کے مقصد اور تفسیر میں مددگار ثابت ہوتا ہے، امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ومعرفۃ سبب النزول یعین علی فھم الآیۃ، فان العلم بالسبب یورث العلم

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

PDF یا WORD میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

ہم سے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

بالمسبب۔(۶) یعنی سبب نزول کی پہچان کسی آیت کے فہم و ادراک میں مدد دیتی ہے اس لیے کہ سبب کے علم سے مسبب کا معلوم ہونا ایک فطری بات ہے۔

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں کہ سبب نزول کا علم قرآن کے معانی اور فہم کا قوی ذریعہ ہے (۷) ان حوالوں کے سبب نزول کی اہمیت اور ضرورت واضح ہو گی۔

اسباب نزول سے نا آشنا ہونے کا نتیجہ:

اسباب نزول کا علم آیت کے مقصد کو سمجھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے اور اسباب نزول کی لاعلمی غلطی اور خطا کا سبب بنتا ہے،

شیخ احمد امین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں خلافت کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت قدامۃ بن مظعون کو بحرین کا گورنر مقرر کیا تھا، حضرت جارود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے آکر شکایت کی کہ قدامۃ بن مظعون شراب پی کر مدہوش ہو گیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جارود سے کہا تمہاری اس بات کی کون گواہی دیگا؟ جارود نے کہا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میری بات کی گواہی دیں گے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامۃ بن مظعون سے کہا تم پر شراب نوشی کی حد جاری کرونگا۔ اس پر قدامۃ نے کہا اگر ایسا ہے جیسے آپ کہتے ہیں تو آپ مجھ پر حد جاری نہیں کر سکتے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قدامۃ سے پوچھا وہ کیسے؟ قدامۃ نے کہا اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے کہ:

لَيْسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓا۟ إِذَا مَا ٱتَّقَوا۟ وَّءَامَنُوا۟ وَعَمِلُوا۟ ٱلصَّـٰلِحَـٰتِ ثُمَّ ٱتَّقَوا۟ وَّءَامَنُوا۟ ثُمَّ ٱتَّقَوا۟ وَّأَحْسَنُوا۟ ۗ وَٱللَّهُ يُحِبُّ ٱلْمُحْسِنِينَ۔ (المائدہ ۹۳)

یعنی ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا پی چکے ہیں جب وہ ڈر جائیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل کریں پھر وہ تقویٰ اختیار کریں اور ایمان لے آئیں پھر وہ تقویٰ اختیار کریں اور نیکی کا کام کریں۔

اس آیت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہوئے قدامۃ نے کہا میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے پھر انہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کر کے اچھے کام کیے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر، احد، خندق اور دوسرے معرکوں میں شریک رہا ہوں۔ قدامۃ کی یہ دلیل سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس کو کوئی جواب نہیں دیتا؟ تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت شراب کی حرمت نازل ہونے سے پہلے مسلمانوں کے لیے عذر ہے اور باقی لوگوں پر حجت ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِنَّمَا ٱلْخَمْرُ وَٱلْمَيْسِرُ وَٱلْأَنصَابُ وَٱلْأَزْلَـٰمُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ ٱلشَّيْطَـٰنِ فَٱجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ۔ سورۃ (المائدہ) ۹۰(

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

ترجمہ: اے ایمان والوں بیشک اور جوا اور نصب کیے گئے بُت اور فال نکالنے کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں سو تم ان سے پرہیز کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ دلیل سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے سچ کہا۔)٨(

اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسباب نزول کا علم انسان کو غلطی سے بچاتا ہے۔ اگر اس آیت کے سبب نزول کا علم کسی کو نہ ہو تو ہر شخص اس آیت کو اپنے لیے دلیل بناتا اور کہتا کہ:

لَيۡسَ عَلَى ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوٓاْ

کوئی گناہ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لے اور اور نیک عمل کرتے رہے جو کچھ کھاتے، پیتے رہے۔ یہ سب نزول کا علم ہی ہے جو ہمیں اس طرح کی غلطیوں سے بچاتا ہے۔)٨(

اسی طرح مروان بن حکم کو اس آیت کے سمجھنے میں ابہام اور اشکال پیدا ہوا:

لَا تَحۡسَبَنَّ ٱلَّذِينَ يَفۡرَحُونَ بِمَآ أَتَواْ وَّيُحِبُّونَ أَن يُحۡمَدُواْ بِمَا لَمۡ يَفۡعَلُواْ فَلَا تَحۡسَبَنَّهُم بِمَفَازَةٖ مِّنَ ٱلۡعَذَابِۖ وَلَهُمۡ عَذَابٌ أَلِيمٞ۔ آلعمران ١٨٨/٣

یعنی آپ ایسے لوگوں کو ہر گز خیال نہ کریں جو اپنی کارستانیوں پر خوش ہو رہے ہیں اور نہ کردہ اعمال پر بھی اپنی تعریف کے خواہشمند ہیں آپ انہیں ہر گز عذاب سے نجات پانے والا نہ سمجھیں اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس پر مروان بن حکم نے کہا یہ آیت مسلمانوں کے لیے وعید ہے، جو شخص اپنے عمل پر خوش ہوتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ جو عمل اس نے نہیں کیا اس پر اس کی تعریف کی جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کسی چیز کے متعلق پوچھا تھا تو انہوں نے صحیح بات چھپا کر کچھ اور بتایا اور انہوں نے یہ گمان کیا کہ جو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا اسی کے بارے میں ہی انہوں نے بتایا ہے اور وہ چاہتے تھے کہ اس پر ان کی تعریف کی جائے (٩)۔

جو شخص قرآن مجید کو سمجھنا چاہتا ہے یا قرآن کی تفسیر کرنا چاہتا ہے تو اس شخص کے لیے لازمی ہے کہ وہ اسباب نزول کا بھی علم حاصل کرے، اس سے وہ خود کو شبہات سے محفوظ کرلے گا، اور قرآن کا صحیح فہم و ادراک حاصل کر پائے گا۔ ورنہ وہ قرآن سے ہدایت پانے کے بجائے گمراہی کی طرف چلا جائے گا۔

ابو عبید ابراہیم التیمی کا قول ذکر کرتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حسرت کے انداز میں یہ کہہ رہے تھے کہ یہ امت آپس میں کیسے اختلاف کر سکتی ہے، جب کہ اس امت کا رسول بھی ایک ہے اور قبلہ بھی ایک، اس پر حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر المؤمنین بیشک ہماری موجودگی میں قرآن مجید نازل ہوا اہم

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

نے اس قرآن کو پڑھا، اور یہ بھی جانا کہ یہ آیت کس کے متعلق نازل ہوئی ہے اور عنقریب ہمارے بعد ایسے لوگ آئینگے جو قرآن کی تلاوت تو کر رہے ہونگے مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہو گا یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ پھر وہ لوگ اپنے خیالات اور رائے کا اظہار کرینگے۔ جس سے ان کا آپس میں اختلاف ہو جائے گا جب ان میں اختلاف ہو گا تو آپس میں لڑ پڑینگے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا اور ابن عباس وہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبد اللہ بن عباس کی بات پر غور فکر کیا تو حقیقت جان گئے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بلاوا بھیجا اور ان سے کہا کہ جو بات آپ نے کی وہ دہرائیں تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ بات دہرائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر تعجب ہوا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تجربے سے صحیح ثابت ہوا۔

ابن وھب سے روایت ہے کہ بکیر نے نافع سے پوچھا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرقۃ حروریۃ کے متعلق کیا رائے رکھتے تھے؟ نافع نے کہا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ حروریہ والوں کو بدترین مخلوق سمجھتے تھے، جو آیات کفار کے لیے نازل ہوئیں تھیں۔ ان کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اس رائے سے خبر دار کیا تھا۔)۱۰(

الفاظ کا اعتبار عام ہو گا اور سبب خاص:

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ! اگرچہ لوگوں نے اس امر میں اختلاف کیا ہے کہ جو عام الفاظ کسی خاص سبب کی بنا پر وارد ہوئے ہوں آیا اپنے سبب کے ساتھ مختص ہوں گے؟ کسی شخص نے بھی یہ بات نہیں کہی کہ کتاب و سنت کے عموم کسی خاص شخص کے ساتھ مخصوص ہوں گے، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ الفاظ اس شخص کی نوع کے ساتھ مختص ہوں گے اور اس کے ساتھ ملتے جلتے اشخاص بھی شامل ہونگے۔ ان میں جو عموم ہو گا وہ الفاظ اس شخص کی نوع کے ساتھ مختص ہو گا۔ جس آیت کا کوئی خاص سبب ہو اگر وہ امر یا نہیں ہو تو وہ اس شخص کو بھی شامل ہو گی جس کے حق میں اتری اور دوسروں کو بھی جو اس جیسے ہوں گے۔)۱۱(

اس کی مثال یہ ہے کہ سورۃ اللیل میں۔ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی (۵) وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی (۶) فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی (۷) یعنی پس جس نے اپنا مال اللہ کی راہ میں دیا اور پرہیزگاری اختیار کی اور اس نے اچھائی کی تصدیق کی، تو عنقریب اس کی آسانی کے لیے سہولت فراہم کر دیں گے۔) ۱۲(

یہ آیات سبب نزول کے اعتبار سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے نازل ہوئی ہیں مگر ان آیات کا اعتبار عام ہے ہر اس شخص کے لیے جس کے اندر یہ مذکورہ صفات پائی جائیں گی، اور اسی طرح وہ آیات جو کسی منافق کے لیے نازل ہوئی ہیں ان کا سبب تو خاص ہے مگر کسی شخص میں وہی صفات ہیں تو وہ شخص بھی ان آیات کے حکم میں شامل ہو گا۔

امام زرکشی کی سبب نزول کے متعلق رائے:

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

ہمیشہ ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

DIGITALSPOT
DIGITALSPOT.PK
EST. 2020

قال الزرکشی فی البرهان: قد عرف من عادة الصحابة والتابعین ان احدهم اذا قال: نزلت هذة الایة فی کذا فانه یرید بذالک انها تتضمن هذا الحکم لا ان هذا کان السبب فی نزولها فهو من جنس الاستدلال علی الحکم بالایة لا من جنس النقل لما وقع۔

"زرکشی نے برہان میں لکھا کے کہ صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کی یہ عام عادت تھی کہ جب وہ کہتے ہیں کہ فلاں آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی تو اس کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ آیت اس حکم پر مشتمل ہے۔ یہ مطلب نہیں ہوتا کہ بعینہ وہ بات اس آیت کے نزول کا سبب ہے۔ یہ گویا اس حکم پر اس آیت سے ایک قسم کا استدلال ہوتا ہے۔ اس سے مقصود نقل واقعہ نہیں ہوتا۔(۱۳)"۔

مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

شان نزول کا مطلب، جیسا کہ بعض لوگوں نے غلطی سے سمجھا ہے، یہ نہیں ہے کہ وہ کسی آیت یا سورہ کے نزول کا سبب ہوتا ہے، بلکہ اس سے مراد لوگوں کی وہ حالت و کیفیت ہوتی ہے جس پر وہ کلام بر سر موقع حاوی ہوتا ہے۔ کوئی سورہ ایسی نہیں ہے جس میں کسی خاص امر یا چند خاص امور کو مد نظر رکھے بغیر کلام کیا گیا ہو، اور وہ امر یا امور جن کو کسی سورہ میں مد نظر رکھا جاتا ہے، اس سورہ کے مرکزی مضمون کے تحت ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر تم کو شان نزول معلوم کرنی ہو تو اس کو خود سورہ سے معلوم کرو کیونکہ کلام کا اپنے موقع و محل کے مناسب ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ایک ماہر طبیب دوا کے نسخہ سے اس شخص کی بیماری معلوم کر سکتا ہے جس کے لیے نسخہ لکھا گیا ہے اسی طرح تم ہر سورہ سے اس سورہ کے شان نزول معلوم کر سکتے ہو۔ اگر کلام میں کوئی خاص موضوع پیش نظر ہے تو اس کلام اور اس موضوع میں وہی مناسبت ہو گی جو مناسبت لباس اور جسم میں بلکہ جلد اور بدن میں ہوتی ہے۔ اور یہ قطعی ہے کہ کلام کے تمام اجزاء باہم دگر مربوط و متصل ہوں گے۔ اور یہ جو روایتوں میں آتا ہے کہ فلاں فلاں آیتیں فلاں فلاں معاملات کے بارے میں نازل ہوئیں تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ سورہ کے نزول کے وقت یہ احوال و مسائل درپیش تھے تاکہ معلوم ہو سکے کہ سورہ کے نزول کے لیے کیا محرکات اور اسباب موجود تھے۔)۱۴(

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے:

حضرات صحابہ و تابعین کے کلام پر غور و فکر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا یہ فرمانا کہ یہ آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی کسی ایسے واقعہ کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہوتا جو عہد نبوی میں واقع ہو کر نزول وحی کا سبب بنا بلکہ ان کا معمول یہ ہے کہ وہ ایسے واقعات کا جو آیت کے مطالب سے مطابقت رکھتے ہوں، قطع نظر اس سے کہ وہ عہد نبوی میں وقوع پذیر ہوئی ہوں یا اس کے بعد، ذکر کر کے کہہ دیتے ہیں کہ یہ فلاں بارے میں نازل ہوئی، ایسی شکلوں میں اس آیت کا بعینہ منطبق ہونا چنداں ضروری نہیں ہے، صرف اصل حکم میں انطباق کافی ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی سوال پیش کیا، یا آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں کوئی واقعہ رونما ہوا اور آپ نے اس کا حکم کسی آیت سے مستنبط فرمایا اور اس کو اس موقع پر تلاوت فرمایا تو ایسی صورتوں میں وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں
گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں
تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

ہر مضمون کی ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

اتری۔ ایسی ہی شکلوں میں کبھی وہ یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا یا یہ وحی اتری۔ اس سے ان کا اشارہ اس بات کی طرف ہوتا ہے کہ نبی ﷺ اس آیت سے استنباط فرمایا اور اس وقت چونکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک پر اس آیت کا القاء بھی وحی اور الہام خداوندی کی نوعیت کا ہوتا ہے اس لیے ایسے مواقع پر فانزلت، کا استعمال درست ہے اور اگر کوئی شخص اس کو تکرار نزول سے تعبیر کرنا چاہے تو بھی ٹھیک ہے۔ محدثین حضرات قرآن کی آیات کے تحت بہت سی باتیں بیان کر جاتے ہیں جو اصلا اسباب نزول میں داخل نہیں ہوتیں۔ اس کی مثالیں ہیں: صحابہ کرام کا اپنے باہمی مذاکروں میں کسی آیت سے استنباط و استدلال نبی ﷺ کا کسی آیت کو اپنے استنباط کے لیے تلاوت فرمانا، کسی ایسی حدیث کا بیان جس کو آیت کے ساتھ اس کے مقصود یا موقع نزول یا بعض اسماء کے ابہام کی توضیح یا کسی قرآنی کلمہ کے صحیح تلفظ کی ادائگی کے لیے مفید خیال کیا گیا ہو، سورتوں اور آیات کے فضائل کا بیان اور قرآن کے احکام کی بجاآوری میں پیغمبر ﷺ کے عمل کی صحیح تصویر حقیقت میں یہ سب چیزیں اسباب نزول میں شامل نہیں ہیں اور ایک مفسر کے لیے ان کا احاطہ ضروری نہیں ہے۔) ۱۵(

مولانا امین احسن اصلاحی کی رائے:

نزلت فی کذا اور فانزل اللہ تعالیٰ قولہ یا فنزلت وانزلت، وغیرہ کی اصطلاحات صحابہ و تابعین رضی اللہ عنہم کے نزدیک کیا مفہوم رکھتی تھیں اور شان نزول سے متعلق جو روایات تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں ان کی نوعیت کیا ہے۔ ان کی حیثیت استنباط و استدلال اور تطبیق کی ہے یا نقص و بیان کی؟ سارا اشکال یہیں سے پیدا ہوا تھا کہ لوگوں نے سمجھا کہ سلف جس آیت کی نسبت کہتے ہیں کہ "نزلت فی کذا" تو اس سے ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ بعینہ وہی واقعہ اس آیت کے نزول کا سبب ہے، لیکن اوپر علامہ زرکشی اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کے جو اقوال نقل ہوئے ہیں ان سے صاف ہو گیا کہ " نزلت فی کذا یا فانزل اللہ تعالیٰ قولہ " وغیرہ اصطلاحات کا وہ منشا نہیں ہے جو لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ یہ استنباط و استدلال کے قسم کی ایک چیز ہے۔ یعنی اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ اس آیت سے فلاں بات نکلتی ہے۔)۱۶(

سبب نزول کے متعلق امام زرکشی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی رائے ایک ہی نظر آتی ہے، صرف الفاظ کا فرق ہے، وہ فرق یہ ہے کہ ان حضرات کے نزدیک سبب نزول یہ ہے کہ اس آیت میں اس بات کا حکم ہے اور وہ حالت و کیفیت ہوتی ہے جس پر وہ کلام بر سر موقع حاوی ہوتا ہے، اور دوسری رائے یہ ہے کہ یہ واقعہ یا سوال اس آیت کے نزول کا سبب بنا ان دونوں رائے میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے صرف الفاظ کے استعمال کا فرق ہے۔ میں اس رائے کا قائل ہوں کہ اس آیت کا سبب نزول یہ ہے یا یہ حادثہ اور سوال اس آیت کے نزول کا سبب بنا یعنی واقعہ اور سوال وقوع پذیر ہونے کے بعد آیت نازل ہوتی ہے۔

سبب نزول میں صحابی کے قول کی اہمیت:

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: علماء محدثین کا اختلاف ہے کہ جب صحابی کہے کہ آیت فلاں بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس کا یہ قول حدیث مسند قرار دیا جائے یا محض صحابی کی تفسیر جو حدیث مسند نہیں سمجھی جاتی؟ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے قول کو حدیث مسند مانا ہے مگر دوسرے محدثین ایسا نہیں کرتے اکثر کتب مسانید مثلا

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

مسند احمد وغیرہ اسی اصطلاح کے مطابق ہیں، لیکن جب صحابی سبب بیان کر کے کہتا ہے کہ آیت اس وجہ سے نازل ہوئی ہے تو ایسے قول کو تمام محدث حدیث مسند ہی مانتے ہیں۔) ١٧(

سیوطی رحمۃ اللہ علیہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کرتے ہیں: إذا أخبر الصحابي الذی شھد الوحی والتنزیل عن آیۃ من القرآن، أنھا نزلت فی کذا فانہ حدیث مسند۔ یعنی جس صحابی نے نزول قرآن کا زمانہ پایا اور کسی آیت کے متعلق کہا کہ یہ آیت فلاں کے لیے نازل ہوئی ہے تو صحابی کے اس قول کو حدیث مسند مانا جائے گا۔) ١٨(

سلف صالحین صحیح روایت اور بغیر علم کے قرآن کی تفسیر اور سبب نزول کے متعلق کچھ کہنے سے ڈرتے اور بچتے تھے کیونکہ ان کو آپ ﷺ کا یہ فرمان ہر وقت ذہن نشین رہتا تھا کہ من کذب علی متعمد افلیتبوأ مقعدہ من النار (١٩) یعنی جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا جھنم میں بنالے۔

سوال نمبر4۔ قرآن مجید کے بدیع اسلوب کے متعلقات کو تفصیل سے بیان کیجئے۔

قرآن کا اسلوب ایک منفرد اسلوب ہے۔ اِس میں نثر کی سادگی اور ربط و تسلسل ہے، لیکن اِسے نثر نہیں کہا جاسکتا۔ یہ نظم کا غنا، موسیقی اور حسن تناسب اپنے اندر لیے ہوئے ہے، لیکن اِسے نظم بھی نہیں کہہ سکتے۔ یہ اِس طرح کی کوئی کتاب بھی نہیں ہے، جس طرح کی کتابوں سے ہم واقف ہیں اور جن میں ابواب و فصول قائم کر کے کسی ایک موضوع یا موضوعات پر بحث کی جاتی ہے۔ اہل عرب اِسے کبھی شاعری کہتے اور کبھی کاہنوں کے سجع سے مشابہ ٹھیراتے تھے، لیکن اُن کا یہ تردد ہی واضح کر دیتا ہے کہ وہ خود بھی اپنی اِس بات سے مطمئن نہیں تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ اپنے اسلوب کے لحاظ سے قرآن ایک بالکل ہی منفرد کتاب ہے۔ اِس میں دریاؤں کی روانی ہے، سمندروں کا زور ہے، حسن استدلال کی ندرتیں ہیں، ربط معنی کی ادائیں ہیں، مثالیں ہیں، قصے ہیں، کلام میں اپنے مرکز کی طرف بار بار کا رجوع ہے، تہدید و زجر اور عتاب کے گوناگوں اسالیب ہیں، افسوس ہے، حسرت ہے، شدت یقین ہے، گریز کی مختلف صورتیں اور اعراض کے مختلف انداز ہیں۔ اِس میں محبت و التفات کے موقعوں پر، ایں چیست کہ چوں شبنم بر سینۂ من ریزی ــــ کی کیفیت ہے اور غضب کے موقعوں پر، دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان کا سماں ہے۔ خطاب کے وہ عجائب تصرفات ہیں کہ آدمی اُن میں بالکل کھو کر رہ جاتا ہے۔

قرآن کے بلند پایہ اور اعلیٰ مقام کو سمجھنے کے لیے اس کے اسالیب کا مطالعہ ضروری ہے۔ اس مضمون میں قرآن کے چند اسالیب سے مختصر بحث کی گئی ہے۔

1- عَود علیٰ البدء

یہ قرآن پاک کا ایک اہم اسلوب ہے۔ یعنی کلام کا آغاز جس چیز سے ہوا ہو اسی پر کلام کا خاتمہ بھی کرنا، تاکہ اس مضمون کی افادیت واہمیت دلوں پر نقش ہو جائے اور سامع اسے فراموش نہ کر سکے۔ بیچ میں کسی خاص مناسبت اور تقریب سے کچھ مزید چیزیں اور بحثیں بھی آجاتی ہیں جن پر بقدر ضرورت روشنی ڈال دی جاتی ہے پھر اصل مقصود کی طرف رجوع کر کے پوری گفتگو سمیٹ دی جاتی ہے۔

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں
گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں
تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات میں مومنین کی صفات گنائی گئی ہیں اور اس کی ابتداء نماز سے کی گئی ہے۔ فرمایا گیا:

قَدۡ اَفۡلَحَ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ۔ الَّذِيۡنَ هُمۡ فِىۡ صَلَاتِهِمۡ خَاشِعُوۡنَ (مومنون 1، 2) یقیناً فلاح پائی ہے ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔

درمیان میں مختلف صفات کا تذکرہ کرنے کے بعد آخر میں پھر اسی صفت کا اعادہ کیا گیا: " اور جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔"

مقصد نماز کو نیکیوں کا منبع اور ان کا محافظ ثابت کرنا ہے۔ اس امر پر زور دینا ہے کہ نماز ہی سے نیکی کی شروعات ہوتی ہے اور نماز ہی سے ان کی حفاظت بھی ہوتی ہے۔ اسی مضمون کو حضور سرور عالم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی احادیث میں اس طرح زور دے کر فرمایا ہے:

لَا خَيْرَ فِي دِيْنٍ بِلَا صَلٰوةٍ۔ (ابو داؤد ج 3 ص 242) یعنی جس دین میں نماز نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل کے تیسرے اور چوتھے رکوع کا مطالعہ کیجئے جن میں دین کی بنیادی اخلاقیات بیان ہوئی ہیں۔ ان میں والدین کے حقوق، رشتہ داروں اور مسکینوں کے حقوق، کنجوسی اور فضول خرچی سے اجتناب، قتل اولاد کی ممانعت، زنا، قتل، یتیموں کا مال کھانا، ناپ تول میں کمی کرنا، زمین پر تکبر اور اکڑفوں کی چال چلنا ان سب سے روکا گیا ہے

لیکن ان سارے اوامر و نواہی کی ابتداء توحید سے ہوئی ہے اور سب سے پہلے توحید پر زور دیا جاتا اور شرک سے روکا جاتا ہے:

لَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا (بنی اسرائیل:22) "تو اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا ورنہ ملامت زدہ اور بے یار و مددگار بیٹھا رہ جائیگا۔"

اور اس اخلاقی درس کی انتہا بھی شرک سے اجتناب کی اسی تعلیم پر ہوتی ہے۔ اس ٹکڑے کے آخر میں فرمایا جاتا ہے:

وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا (بنی اسرائیل:39) اور اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنا بیٹھ ورنہ تو جہنم میں ڈال دیا جائے گا ملامت زدہ اور راندہ ہو کر۔

یہاں یہ حقیقت ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ ان تمام بھلائیوں سے وابستگی اور ان تمام حقوق کی ادائیگی توحید ہی سے ممکن ہے۔ جو شخص توحید کی اس تعلیم پر قائم رہے گا وہی ان تمام حقوق کو ادا کر سکتا اور ان اخلاقیات کا پابند رہ سکتا ہے۔ اسی سے ان فضائل کی ابتداء اور اسی پر ان کی انتہا بھی ہوتی ہے۔

2- علیٰ سبیل المشاکلہ

عربی ادب کا ایک عام اسلوب یہ ہے کہ کبھی کبھی بعض الفاظ محض مجانست اور صوتی ہم آہنگی کی وجہ سے استعمال ہو جاتے ہیں۔ ان کا مفہوم ان کے لغوی معنیٰ کے لحاظ سے نہیں بلکہ موقع و محل سے متعین ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر حماسی شاعر کہتا ہے:

وَلم یبق سِوی العدوان دِنّاھم کما دانوا

)اور ظلم کا بدلہ دینے کے سوا کوئی راہ باقی نہ رہی۔ ہم نے انھیں بدلہ دیا جس طرح انھوں نے ہمارے ساتھ سلوک کیا۔(

یہاں دَانوا اپنے لغوی مفہوم (انھوں نے بدلہ دیا) میں نہیں بلکہ فعلوا یا ظَلَموا کے معنیٰ میں مستعمل ہے۔ اس لئے کہ دشمن نے حملہ میں پہل کی تھی اور اس صورت میں دشمن

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

کے لیے بدلہ دینے کا مفہوم بے معنیٰ ہو جاتا ہے۔ اس اسلوب کی مثال سورۃ شوریٰ کی آیت 40 ہے۔ فرمایا:

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ۔ (شوریٰ: 40 برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

یہاں کسی برائی کے جواب میں جو اقدام کیا جائے اسے بھی برائی کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے حالانکہ برائی کا جواب دینا اور انتقام لینا جائز ہے بشرطیکہ حد سے تجاوز نہ ہو لیکن اسے بھی برائی کہنا محض لفظی مجانست اور صوتی ہم آہنگی کی وجہ سے ہے۔ یعنی اہل ایمان کسی برائی کے جواب میں اتنی ہی کاروائی کرتے ہیں جو برائی کے ہم وزن ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ وہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں۔

3- نہی کے ساتھ قید

یہ قرآنِ پاک کا ایک اہم اسلوب ہے جس سے ناواقفیت ایک طالب علم کو بڑی الجھن میں ڈال دیتی ہے۔ نہی کے ساتھ جو قید لگی ہوتی ہے اس کا مقصود صورت حال کا اظہار اور واقعہ کے گھناؤنے پن کو نمایاں کرنا ہوتا ہے قید اس کے ساتھ محض اس لیے بڑھا دی جاتی ہے تاکہ وہ صورت حال سامنے آجائے جو اس کے ارتکاب میں مضمر ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ نور میں اسی اسلوب کی بلاغت ملاحظہ فرمایئے:

وَلَا تُکْرِھُوْا فَتَیٰتِکُمْ عَلَی الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا (نور: 33)

اور اپنی لونڈیوں کو اپنے دنیوی فائدوں کی خاطر قحبہ گری پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں۔

یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر لونڈیاں نکاح کی قید میں آنا چاہیں تو ان سے زنا نہ کرو لیکن اگر وہ قیدِ نکاح میں آنے کو تیار نہ ہوں تو ان کو قحبہ گری پر مجبور کیا جا سکتا ہے بلکہ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ خود پاک دامن رہنا چاہتی ہوں) کی شرط سے مقصود صرف حال کی تصویر اور اس کے نفرت انگیز ہونے کا اظہار ہے۔ جب اسلام نے زنا پر حد جاری کرنے کا حکم دے دیا اور غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کی ہدایت فرمائی، (نور: 32 "تم میں سے جو لوگ مجرد ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں ان کے نکاح کر دو) تو قدرتی طور پر لونڈیوں کے اندر بھی ایک عام احساس بیدار ہوا کہ وہ اپنے اخلاقی معیار کو اونچا کریں اور ان میں سے جو اپنے مالکوں کے دباؤ کی وجہ سے پیشہ کراتی تھیں وہ خواہش مند ہوئیں کہ یہ حرام پیشہ چھوڑ کر پاکدامنی کی زندگی بسر کریں۔ چنانچہ ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اور چکلوں کے مالکوں کو تنبیہ فرماتے ہوئے کہا کہ اب ان لڑکیوں کو جبکہ وہ زنا سے توبہ کر کے پاکدامنی کی زندگی اختیار کرنا چاہتی ہیں بدکاری پر مجبور نہ کرو۔ روایات میں آتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں باقاعدہ چکلے قائم تھے جہاں قحبہ گری کا کاروبار بڑے زور و شور سے ہوتا تھا۔ وہ لوگ اپنی لونڈیوں سے پیشہ کراتے تھے اور ان کی آمدنی سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان میں سے بعض دورِ اسلام میں بھی خفیہ طور سے یہ کاروبار چلا رہے تھے چنانچہ تاریخوں میں یہ ذکر موجود ہے کہ مشہور منافق عبداللہ بن اُبی نے ایک چکلہ قائم کر رکھا تھا۔

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لیے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بالکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

یہی اسلوب سورۃ بنی اسرائیل میں استعمال ہوا ہے جہاں مفلسی کے ڈر سے اولاد کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہاں بھی خشیۃ املاق کی قید محض اس کے گھنونے پن کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔

بنی اسرائیل: 31 ” اپنی اولاد کو افلاس کے اندیشے سے قتل نہ کرو۔ ہم انھیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی۔“

یعنی اپنی اولاد کو قتل کرنے کا کام محض فقر و فاقہ اور مفلسی سے بچنے کے لیے کیا جارہا ہے جبکہ رزّاق والدین نہیں بلکہ وہ خدا ہے جو اولاد اور والدین دونوں کو روزی دیتا ہے۔

4- تصریف

اس لفظ کے لغوی معنیٰ گردش دینے اور ہیر پھیر کر بیان کرنے کے ہیں۔ قرآن پاک کا ایک اہم اسلوب یہ ہے کہ وہ آیتوں کو الٹ الٹ کر مختلف زاویوں سے بیان کرتا ہے۔ اس کے لیے اس نے تصریف آیات کا لفظ استعمال کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک مضمون مختلف سورتوں میں بار بار آتا ہے لیکن ہر جگہ ایک ہی پیش و عقب اور ایک ہی قسم کے لواحق و تضمنات کے ساتھ نہیں آتا بلکہ ہر جگہ اس کے اطراف و جوانب اور اس کے تعلقات و روابط بدلے ہوئے ہوتے ہیں۔ مقام کے لحاظ سے اس میں مناسب حال تبدیلیاں ہوتی ہیں۔ ایک ہی چیز کبھی مرکزی مضمون کی حیثیت سے آتی ہے کبھی ضمنی مضمون کی حیثیت سے، کبھی وہی چیز اجمال کے ساتھ آتی ہے کبھی تفصیل کے ساتھ۔ کبھی ایک چیز مقدم ہوتی ہے کبھی موخر، کبھی تنہا ہوتی ہے کبھی اپنے مقابل کے ساتھ، کبھی کسی چیز کے ساتھ اس کا جوڑ ہوتا ہے کبھی کسی چیز کے ساتھ۔ بالکل یکساں مضمون مختلف سورتوں میں مختلف ترتیبوں کے ساتھ سامنے آتے ہیں ظاہر ہے کہ جب ایک ہی شے اپنے مختلف پہلوؤں سے جلوہ گر ہو گی تو اس کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لینے اور پوری طرح پہچاننے میں دقت نہ ہو گی اگر ایک ادا نگاہ سے چوک گئی تو دوسرا جلوہ سامنے آجائے گا۔ (فراہیؒ، حمید الدین: مقدمہ تفسیر نظام القرآن ص 48، 49) قرآن پاک نے خود بھی اس تصریف کا مقصد یہی بتایا ہے کہ تا کہ لوگ سمجھ سکیں اور اس کی آیات پر غور کر سکیں۔ فرمایا

اُنظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّہُمۡ یَفۡقَہُوۡنَ (انعام: 65) دیکھو، کس کس طرح ہم اپنی آیتیں مختلف پہلوؤں سے بیان کرتے ہیں تا کہ وہ سمجھیں۔

اس آیت کے سیاق و سباق پر غور کرنے سے تصریف کی حقیقت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے۔ کہا یہ جارہا ہے کہ انسان کا عجیب حال ہے کہ جب کسی آفت میں گرفتار ہوتا ہے تو گڑگڑا کر بھی اور دل میں چپکے چپکے بھی خدا ہی کو پکارتا ہے لیکن جب اس سے نجات پا جاتا ہے تو پھر ناشکری و نافرمانی کی وہی زندگی اختیار کر لیتا ہے جس میں پہلے مبتلا تھا یہاں تک کہ اگر خدا کی پکڑ سے اسے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹ ہو کر عذاب کا مطالبہ کر بیٹھتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ دیکھو کس طرح ہم اپنی قدرت کی نشانیاں اور اپنے اختیار و تصرف کی دلیلیں مختلف اسلوبوں سے پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تا کہ اسے یہ سمجھیں لیکن یہ سمجھنے کے بجائے ہمارا عذاب ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسی سورۃ میں ذرا پہلے اسی بات کو یوں کہا گیا ہے:

اُنظُرۡ کَیۡفَ نُصَرِّفُ الۡاٰیٰتِ ثُمَّ ہُمۡ یَصۡدِفُوۡنَ (انعام: 46) دیکھو، کس کس طرح ہم اپنی آیتیں مختلف پہلوؤں سے پیش کرتے ہیں، پھر بھی وہ اعراض کر رہے ہیں۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کیلئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

پورے قرآن میں اصلاً تین چیزوں کی دعوت دی گئی ہے اور انھیں مختلف اسلوبوں اور پیرایوں میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اس سے کلام کی دلکشی اور جاذبیت بڑھ گئی ہے اور کہیں بھی تکرار کا عیب پیدا نہیں ہونے پایا ہے۔: (1) توحید (2) معاد (3) رسالت

قرآن نے ان ہی تینوں چیزوں کو مختلف انداز سے بار بار اس طرح دوہرایا ہے کہ ہر جگہ یہ مستقل اور نئے مضامین معلوم ہوتے ہیں۔

مثال کے طور پر عقیدہ توحید کو لیجئے۔ کہیں قرآن نے اسے انسانی فطرت کی پکار کہا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ توحید انسان کے دل کی آواز اور عین تقاضائے فطرت ہے۔ شرک اس کے خلاف ہے۔ 1۔ کہیں اس پر اس حیثیت سے گفتگو کی ہے کہ یہ تمام انبیاء کی مشترکہ دعوت رہی ہے اور ان سب نے اپنے اپنے زمانے میں توحید ہی کی طرف لوگوں کو بلایا ہے۔ 2۔ کہیں مشرکین کے اپنے نفس کی شہادت سے استدلال کیا گیا ہے کہ جب کوئی سخت وقت آتا ہے اور انھیں موت یا تباہی سامنے کھڑی نظر آنے لگتی ہے تو وہ اپنے سب بناوٹی معبودوں کو بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ ہی سے مدد کی دعا مانگتے ہیں۔ 3۔ کہیں کائنات کے پورے نظام سے توحید کے حق میں زبردست دلائل دیے گئے ہیں اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اس سارے عالم ہست و بود کا خدا ایک ہی ہے۔ 4۔ کہیں خدا کے بے شمار احسانات اور بے پایاں نعمتوں کا تذکرہ کرکے انسان کے جذبہ عبودیت کو مہمیز کیا گیا ہے اور اسے اس بات پر آمادہ کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہی خدا کو اپنی محبتوں اور اطاعتوں کا مرکز بنائے۔ 5۔ غرض یہ کہ مختلف پیرایوں میں بات کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور کہیں بھی عبارت اور کلام میں تکرار کا عیب پیدا نہیں ہوا ہے نہ ثقالت اور غیر ضروری طوالت کا احساس ہونے پایا ہے بلکہ ہر بیان کی نوعیت دوسرے بیانات کی نوعیت سے مختلف دکھائی دیتی ہے۔ اور ع کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا ایں جاست کا مصداق ہے۔

1۔: روم: 30. فِطرَتَ اللہِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیھَا، لَاتَبدِیلَ لِخَلقِ اللہِ، ذَالِکَ الدِّینُ القَیِّمُ وَلٰکِنَّ اَکثَرَ النَّاسِ لَایَعلَمُونَ یعنی "قائم ہو جاؤ اس فطرت پر جس پر اللہ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی یہی بالکل راست اور درست دین ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔"

2۔: نمل: 36۔ انبیاء: 25۔ بیّنہ: 5۔ یوسف: 39، 40۔ مائدہ: 72۔ انعام: 74 تا 81۔ ابراہیم: 35، 36۔

3۔: انعام: 40، 41۔ یونس: 22، 23۔ روم: 32، 33۔ زمر: 8۔

4۔: بقرۃ: 21، 22۔ روم: 20 تا 27۔ یٰس: 36 تا 44۔ حدید: 4 تا 6۔ انعام: 95 تا 98۔ مومنون: 90۔

5۔: نمل: 60 تا 64۔ فرقان: 1 تا 3۔ نحل: 65 تا 73۔

5- تخلیص

اس اسلوب کو اردو شاعری کی اصطلاح میں گریز کہا جا سکتا ہے۔ یعنی بات میں سے بات پیدا کرنا، ایک مضمون بیان کرتے کرتے بیچ میں کوئی موقعہ کی ہدایت و نصیحت یا واقعہ بیان کرکے اصل موضوع کی طرف پلٹ آنا، اس کو امام ابن قیم جوزیؒ نے تخلص یا انتقال من فنٍ الی فنٍ کہا ہے۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے کیلئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

یہ اسلوب بڑی مہارت اور حسن بلاغت کا متقاضی ہے۔ مضمون کا رخ تھوڑے سے وقفہ کے بعد پھر اسی اصل مواد کی طرف پلٹا دیا جائے اور یہ تھوڑا سا عرصہ اس طرح نکالا جائے اور اصل مضمون سے اس کا تعلق اس طرح جوڑ دیا جائے کہ درمیان میں کوئی بے ربطی کسی قسم کا جھول اور کوئی بیگانگی پیدا نہ ہو۔

سورہ مومنون کا مطالعہ کیجئے۔ ابتدا اہل ایمان کی فلاح اور حق کی تکذیب کرنے والوں کے خسران کے اعلان سے ہوتی ہے جس میں خدا کی ربوبیت کے شواہد سے جزا و سزا پر استدلال بھی شامل ہے اور یہ سلسلہ آیت 23 وَعَلَيۡهَا عَلَى الۡفُلۡكِ تُحۡمَلُوۡنَ (اور ان (جانوروں) پر اور کشتیوں پر سواری بھی کرتے ہو) پر ختم ہوتا ہے۔ آگے مکذبین کے خسران اور مومنین کی فلاح پر تاریخی شواہد کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ کا تذکرہ ہوتا ہے جو تاریخی تقدم کے اعتبار سے بھی رسولوں کی سرگزشت کا سرنامہ ہے اور خاص طور پر کشتی ہی کو ان کی اور ان کے ساتھیوں کی نجات کا اللہ تعالیٰ نے ذریعہ بنایا۔ کشتی کے ذکر کے بعد اس کشتی والے کے واقعہ کا ذکر اس طرح آگیا ہے گویا بات میں سے بات پیدا ہوگئی ہے۔ فرمایا:

"اور ان (جانوروں) پر اور کشتیوں پر سواری بھی تم کرتے ہو۔ ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا، اسے میری قوم کے لوگو! اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں ہے کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔" (مومنون: 22، 23)

تاریخی شواہد کے بعد آیت 50 سے پھر اصل مضمون شروع ہو گیا ہے۔

سورۃ انبیاء آیات 30 تا 33 کا مطالعہ بھی اس اسلوب کو سمجھنے کے لیے مفید ہوگا۔ یہاں توحید معاد اور جزا پر آفاق سے دلائل فراہم کئے گئے ہیں اور انسانوں کو دعوت، فکر دی گئی ہے فرمایا: ہم نے زمین میں پہاڑ گاڑ دئے جو اس کے توازن کو قائم رکھے ہوئے ہیں کہ مبادا وہ ان کے سمیت کسی سمت کو لڑھک کر کسی اور کرہ سے جا ٹکرائے اور یہ اہتمام بھی کیا کہ ان پہاڑوں کے درمیان درّے بھی بنائے کہ وہ لوگوں کے راستے کا کام دیں اور وہ ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک کو آ جا سکیں۔ اگر خدا نے ایسا نہ کیا ہوتا تو لوگ اپنے اپنے علاقوں ہی کے اندر بند ہو کر رہ جاتے اور کسی کے امکان میں بھی نہ ہوتا کہ وہ سفر اور تجارت کی راہیں کھول سکے۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر پہاڑوں کے اصل مقصدِ تخلیق کی طرف بھی اشارہ کر دیا کہ خدا نے اپنی یہ عظیم نشانیاں اسی لیے نمایاں فرمائیں کہ ان کو دیکھ کر لوگوں کی آنکھیں کھلیں، ان پر پہاڑوں کے خالق کی قدرت عظمت اور حکمت کی شان واضح ہو، اور وہ خدا تک پہونچ سکیں۔

"اور ہم نے زمین میں پہاڑ جما دیے تاکہ وہ انھیں لے کر ڈھلک نہ جائیں۔ اور اس میں کشادہ راہیں بنا دیں تاکہ لوگ (خدا کی طرف) رہنمائی حاصل کر سکیں۔" (انبیاء: 31)

انبیاء کی مندرجہ بالا آیت میں اصل مقصدِ تخلیق کی طرف اشارہ کر کے اگلی آیت سے پھر اصل مضمون شروع کر دیا گیا اور زمین کی نشانیوں کے بعد آسمان کی نشانیوں پر توجہ دلائی گئی۔ سورہ نحل کی مندرجہ ذیل آیات بھی اس اسلوب کو سمجھنے میں مدد دیتی ہیں:

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

"اس نے جانور پیدا کئے جس میں تمہارے لیے پوشاک بھی ہے اور خوراک بھی، اور طرح طرح کے دوسرے فائدے بھی۔ ان میں تمہارے لیے جمال ہے، جبکہ تم انھیں چرنے کے لیے بھیجتے ہو اور جبکہ شام انھیں واپس لاتے ہو۔ وہ تمہارے لیے بوجھ کو ڈھو کر ایسے مقامات تک لیجاتے ہیں جہاں تم سخت جانفشانی کے بغیر نہیں پہونچ سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ تمہارا رب بڑا ہی شفیق و مہربان ہے۔ اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو اور وہ تمہاری زندگی کی رونق ہیں۔ اور وہ بہت سی ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے اور اللہ ہی کے ذمہ ہے سیدھا راستہ بتانا جبکہ راستے ٹیڑھے بھی موجود ہیں اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت دے دیتا۔" (نحل: 5 تا 9)

سوال نمبر 5۔ تاویل کی اقسام اور فضیلت کے اعتبار سے تفسیر کی اہمیت بیان کیجئے۔

تفسیر یہ لفظ "فسر یفسر تفسیرا "باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی واضح کرنے اور کھول دینے کے ہیں' جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے:

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَ اَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ﴿۳۳﴾)الفرقان(

"یہ کافر آپ کے پاس جو کوئی مثال لائیں گے ہم اس کا سچا جواب اور عمدہ تفصیل آپ کو بتا دیں گے۔"

اس آیت میں لفظ تفسیرا بمعنی تفصیلا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی معنی لیا ہے۔

تفسیر کی مفسرین نے مختلف تعریفیں کی ہیں جن میں سے زیادہ مشہور یہ ہے:

ھو علم یبحث فیہ عن احوال القران المجید من حیث ولالتیہ علی مراد اللہ تعالی بقدر الطاقۃ البشریۃ

)التفسیر ولمفسرون: 15 / 1 و قواعد التفسیر: 29 / 1(

"تفسیر ایسا علم ہے جس میں انسانی طاقت کے مطابق قرآن مجید کے احوال کے بارے میں اس طرح بحث کی جائے کہ اس سے اللہ کی مراد حاصل ہو جائے"

تاویل:

یہ لفظ "اول یوول تاویلا "باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے لغوی معنی رجوع کرنے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

تاویل کی تعریف میں متقدمین و متاخرین کا اختلاف ہے۔

متقدمین کی تعریف:

متقدمین سے دو تعریفیں منقول ہیں:

" -1 تاویل اور تفسیر دونوں مترادف ہیں۔"

LMS پر اپلوڈ کرنے کیلئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

یعنی جو تعریف تفسیر کی ہے وہی تاویل کی ہے۔ ان مفسرین نے اس آیت سے استدلال کیا ہے:

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ۔۔۔۔۔۔۔﴿۷﴾) آل عمران (

"حالانکہ ان (محکمات اور متشابہات) کا مفہوم اللہ کے سوا کوئی بھی نہیں جانتا"۔

2۔ "کسی کلام سے جو مفہوم اخذ کیا گیا ہو اسے تاویل کہتے ہیں"

متاخرین کی تعریف:

))ھو صرف اللفظ عن المعنی الراجح الی المعنی المرجوح لدلیل یقترن بہ) ((التفسیر والمفسرون: ۱/۱۸(

"کسی دلیل کے پیش نظر لفظ کے راجح معنی کو ترک کر کے مرجوح معنی مراد لے لینا تاویل کہلاتا ہے۔"

نوٹ : اصول فقہ اور اختلافی مسائل میں تاویل کا معنی متاخرین والا مراد لیا جاتا ہے۔ اس میں تاویل کرنے والا دو چیزوں کا پابند ہوتا ہے:

1۔ جو معنی وہ مراد لے رہا ہو لفظ اس کا احتمال بھی رکھتا ہو۔

2۔ وہ دلیل یا قرینہ بیان کرے جس کی وجہ سے اس نے راجح معنی چھوڑ کر مرجوح معنی مراد لیا ہے' ورنہ وہ تاویل فاسد ہو گی بلکہ ' تحریف کے زمرہ میں آئے گی۔

تفسیر اور تاویل میں فرق:

متقدمین تو دونوں کو ایک ہی معنی میں استعمال کرتے ہیں لیکن متاخرین نے ان دونوں میں کئی انداز سے فرق بیان کیا ہے 'مثلاً:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(الف) تفسیر عام ہے اور تاویل خاص ہے یعنی تفسیر کا لفظ عموماً الفاظ کے لیے اور تاویل کا لفظ معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

(ب) تفسیر کا عام طور استعمال "مفردات" میں ہوتا ہے اور تاویل کا اطلاق " جملوں" پر ہوتا ہے۔

امام ماتریدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس میں یقینی طور پر اللہ تعالی کی مراد معلوم ہو اسے تفسیر کہتے ہیں اور جس میں مختلف احتمالات رکھنے والے معانی میں سے کسی ایک کو ترجیح دی جائے لیکن یقینی فیصلہ نہ کیا جائے تو اسے تاویل کہتے ہیں۔

امام ابو طالب ثعلبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔:

جس معنی کے لیے لفظ وضع کیا گیا ہو خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی' اسے بیان کرنا" تفسیر" کہلاتا ہے اور کسی لفظ کے باطنی اور مخفی معنی کے واضح کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

گھر بیٹھے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر +923065772734 پر رابطہ کریں

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

امام بغوی اور الکواشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

آیت سے ایسا معنی مراد لینا جس کی اس میں گنجائش ہو اور وہ آیت کے سیاق وسباق کے مطابق ہو' نیز قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو' اسے "تاویل" کہتے ہیں۔ اور کسی آیت کے سبب نزول اور واقعہ کے متعلقہ ذکر وبیان کو" تفسیر" کہتے ہیں۔

بعض کے نزدیک تفسیر کا تعلق روایت سے ہے اور تاویل کا تعلق درایت سے ہے۔

بعض کے نزدیک جو مفہوم ترتیب عبارت سے حاصل ہو وہ تفسیر کہلائے گا اور جو مفہوم ترتیب عبارت سے اشارتاً حاصل ہو وہ تاویل کہلائے گا۔

مذکورہ اقوال میں آخری قول زیادہ راجح ہے کیونکہ تفسیر کی تعریف یہ کی جاتی ہے:

"آیت کی اس طرح وضاحت کرنا کہ اس سے مراد ربانی کا اظہار قطعیت اور وثوق سے ہو جائے"۔

اور یہ صرف اسی وقت ممکن ہو گا جب خود رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم سے روایتاً منقول ہو جب کہ تاویل میں یہ بات ملحوظ نہیں ہوتی بلکہ اس میں ایک لفظ میں جس قدر بھی معانی کی گنجائش ہو ان میں سے کسی ایک کو ترجیح دی جاتی ہے اور ترجیح کے لیے اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے اور اجتہاد میں لغت عرب اور سیاق وسباق کی طرف احتیاج ہوتی ہے جس کا تعلق درایت سے ہے۔

تمام کلاسز کی حل شدہ مشقیں ہماری ویب سائٹ DIGITALSPOT.PK سے FREE میں ڈاؤن لوڈ کریں

LMS پر اپلوڈ کرنے کے لیئے WORD یا اپنے نام سے PDF میں اسائنمنٹ مناسب قیمت میں حاصل کرنے کے لئے ہمارے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

ہمارے ہاتھ سے خوشخط لکھی ہوئی اسائنمنٹ منگوائیں وہ بھی بلکل مناسب قیمت پر تو ابھی آرڈر کرنے کے لئے ہم سے وٹس ایپ نمبر 923065772734+ پر رابطہ کریں

EST. 2020 DIGITALSPOT DIGITALSPOT.PK